

مکاتیب

(۱)

[زیر نظر مکتوب کی اشاعت سے مقصود زیر بحث مسئلے پر کسی کلامی مناقشے کی دعوت دینا نہیں، بلکہ محض علمی مسائل میں اختلافی تعبیرات کے حوالے سے وسعت نظر کے پہلو کو اجاگر کرنا ہے۔ (مدیر)]

مکرمی و محترمی حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب دامت مکارمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عذاب قبر کے متعلق آنجناب کا محققانہ مضمون عرصہ سے آیا ہوا ہے، مگر مطالعہ کا موقع نہ مل رہا تھا۔ حال میں اس کا حرفاً حرفاً مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ بہت مفید مضمون ہے۔ احقر کو بہت فائدہ ہوا، البتہ اس کے مطالعہ سے احقر اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب عذاب قبر کے علی الاطلاق منکر نہیں بلکہ برزخ میں روح کے عذاب و ثواب کے قائل ہیں۔ جسد عنصری کے ساتھ روح کے عذاب و ثواب کے قائل نہیں، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ یہ عالم برزخ کا عذاب اجسام مثالیہ کی وساطت سے روح پر وارد ہوتا ہے۔ یہ بات اگرچہ جمہور اہل سنت کے مسلک کے خلاف ہے، لیکن کسی نص صریح کے بھی خلاف ہے؟ یہ بات اس مضمون سے ثابت نہیں ہوتی۔

پھر مولانا موصوف کا یہ قول بھی آنجناب نے نقل فرمایا ہے کہ عالم برزخ میں تعلق روح بابدان عنصریہ کے بارے میں سکوت سب سے احوط مسلک ہے، کیونکہ قرون مشہور دہا بالجیر میں تعلق کا کوئی ذکر آد کار نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جسد عنصری کے ساتھ روح پر عذاب کی نفی پر بھی ان کو اصرار نہیں، ہاں اثبات کے دلائل سے بھی وہ مطمئن نہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ اس مضمون کے پڑھنے سے یہ بات سامنے آئی کہ ان کا مسلک اتنا غلط اور بے بنیاد نہیں جتنا کہ یہ سننے سے سمجھا تھا کہ ”وہ عذاب قبر کے منکر ہیں۔“ بہر حال ان کا مسلک علماء دیوبند اور جمہور سے مختلف ضرور ہے۔ اگر قرآن کریم یا سنت کی کوئی نص صریح صحیح ان کے مسلک کے ابطال پر آنجناب کے علم میں آئی ہو تو ضرور مطلع فرمائیں۔ یہ سطور بہت عجلت میں حوالہ قلم کی ہیں۔ فر و گذاشت درگزر فرما کر ممنون فرمائیں۔ دعا کی درخواست ہے۔

[مولانا مفتی] محمد رفیع عثمانی

(بشکریہ مجلہ ”الحقانیہ“ ساہیوال، ستمبر ۲۰۱۰ء)

(۲)

محترم و مکرم حضرت مولانا ابوعمار زاہد الراشدی صاحب مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مزاج گرامی ہجیر ہوں اور دینی خدمات صدق و اخلاص کے ساتھ ترقی پذیر ہوں۔ آمین

یہ عریضہ ایک ضروری امر کی طرف توجہ مبذول کرانے کی خاطر آنجناب کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ یہ کہ ماہنامہ ”الشریعہ“ کے جولائی ۲۰۱۰ء کے شمارے میں حکیم ظل الرحمن صاحب کا ایک مضمون بعنوان ”فتاویٰ کے اجراء میں احتیاط کی ضرورت“ شائع ہوا ہے جس میں موصوف نے حضرت والد ماجد مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ایک موقع پر طلاق ثلاثہ کے مسئلے میں اہل حدیث کے مسلک پر تحریری فتویٰ دینا منسوب کیا ہے۔ بندے کے علم میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات تحقیق کے بغیر لکھی گئی ہے۔ ان سے پوچھنا بھی چاہیے ان کی اس حکایت کا ماخذ کیا ہے؟ نیز مسئلے کی حساس نوعیت کے پیش نظر آنجناب سے موصوف کو اس پر متنبہ فرمانے کی درخواست ہے کہ ایسے حساس مسائل پر بلا تحقیق قلم اٹھانے سے گریز فرمائیں۔ نیز چونکہ اس قسم کے مسائل پر تبصرہ یا گفتگو جب عوام تک پہنچتی ہے تو وہ اکثر الجھن کا شکار ہوتے ہیں اور بات کو اس کے سیاق سے ہٹ کر سمجھنے لگتے ہیں۔ اس لیے بندے کا نہایت ادب کے ساتھ مخلصانہ مشورہ ہے کہ آئندہ ایسے مضامین کو ”الشریعہ“ میں شامل نہ کیا جائے، نیز اگلے شمارے میں ذکر کردہ واقعہ کے بارے میں وضاحت شائع فرمانے کی بھی درخواست ہے۔

امید ہے کہ ان مودبانہ گزارشات پر جناب والا ضرور توجہ فرمائیں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آنجناب کی دینی خدمات میں ترقی عطا فرمائیں۔ آمین۔ بندے کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد فرمانے کی درخواست ہے۔

بندہ محمد تقی عثمانی

جامعہ دارالعلوم کراچی

(۳)

محترم ہمارخان ناصر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الشریعہ اگست ۲۰۱۰ء میں آپ کا دلچسپ اور معلومات افزا سفر نامہ لبنان ”حزب اللہ کے دلیس میں“ نظر سے گزارا جس میں آپ نے اہل تشیع کے حوالے سے عمدہ معلومات فراہم کی ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنے بیان کو مزید مفصل فرمائیں جس سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔

اس میں آپ نے ایک جگہ مولانا مودودیؒ سے یہ بات منسوب کی ہے کہ ”غالباً مولانا مودودی نے کسی مغربی ملک کے سفر سے واپسی پر یہ تبصرہ کیا تھا کہ وہاں کی ہر چیز پھیکے کی ہے، یہاں تک کہ عورتیں بھی۔“ دست بستہ عرض ہے کہ مولانا سے اس کا انتساب درست نہیں۔ خود آپ نے یہ بات ”غالباً“ سے شروع کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اس بات کا یقین نہیں کہ بات مولانا نے کہی ہے۔ اسی ”غالباً“ سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ یہ بات سنی سنائی ہے۔ ویسے بھی یہ بات بے معنی ہے۔ مغرب کی ہر چیز پھیکے کی نہیں ہے اور عورتوں کا پھیکا ہونا ان سے لطف اندوز ہونے والا ہی بیان کر سکا ہے جبکہ مولانا مودودیؒ نے یہ بات بے جا حالت میں وہاں گئے اور وہ وہاں پاکستانی کھانا ہی کھاتے رہے۔ میرا خیال ہے کہ جس بات کا یقین نہ ہو تو اس کو مچھول کر دینا زیادہ مناسب ہے تا کہ اللہ کی پکڑ سے بچا جاسکے، جیسے کہ ایک عالم نے یا اہل علم نے یا اہل دین نے یہ فرمایا۔

شخص الرحمن

نزد اسلامیاہ کالج، کراچی